السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

علمائے دین اس مسئلہ کے متعلق ارشاد فرمائیں کہ سونے کا زیور عورتوں کو پہننا درست ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حدیث میں اس کے پہننے کی ممانعت آئی ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

عورتوں کےلئے سونا وچاندی پہننے کے جواز میں کتاب وسنت سے دلائل:

(ماہرین) فطانت پر مخفی نہیں کہ سونے اورچاندی کا زیور عورتوں کے حق میں قرآن مجید کی چند آیات سے دلالۃ واضح ہوتا ہے، چنانچہ سورہ زخرف میں فرمانِ ربانی ہے)

أَوَمَن يُنَشَّؤُا۟ فِى ٱلْحِلْيَةِ وَهُوَ فِى ٱلْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ ١٨ ... سورة الزخرف

(1] آیا آں راکہ پرورده می شود زیورواودر صفت خصومت ظاہر نمیگردد"(1]"

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اورایسا شخص کہ گہنے (زیور) میں پلتا رہے اورجھگڑے میں بات نہ کہہ سکے۔ تفسیر ابن عباس میں مذکور ہے۔

(1] اومن ينشؤيغذي ويربى فى الحلية حلية الذہب والفضة وہوفى الخصام فى الكلام غير مبين غيرثابت الحجة، وہن اللنساء انتہى، قال الكيا، فيه دليل على اباحة الحلى للنساء(2]

"کیا جو سونے، چاندی کے زیور میں پلتا اورپرورش کیا جاتا ہے، وہ کلام میں حجت کوثابت نہیں کرسکتا۔ وہ عورتیں ہیں۔ کِیاَکہتے ہیں: اس میں عورتوں کےلئے زیور کے مباح ہونے کی دلیل ہے۔"

(1] واخرج ابن ابى حاتم عن ابى العالية انه سئل عن الذہب للنساء فلم يربه باسا وتلاہذه الآية(3]

"ابوالعالیہ سے عورتوں کے زیورپہننے سے متعلق دریافت کیا گیا توانہوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں"، اورقرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت تلاوت کی۔"

(1] المسئلة الثالثه: دلت الآية على ان الحلى مباح للنساء(4]

"تیسرا مسئلہ: آیت عورتوں کے زیورپہننے کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔"

پس لفظ "ینشؤفی الحلیۃ" سے حاصل ہواکہ زیور کی زینت سے آراستگی پر حرص عورت کی جبلت اور خلقت ہے اوراللہ تعالیٰ نے اس کی حرص میں ان کو معذور قرار دیا اوراس کی نہی نہیں فرمائی، بلکہ اس میں دلالۃ اباحت پائی جاتی ہے۔ ک مالایخفی علی المتامل المتفطن۔ اوراس زینت کا بیان سورہ نورمیں بخوبی مذکورہے:

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ٣١ ... سورة النور

(1] فسره ابن عباس بالوجه والكفين اخرجه بن ابى حاتم، فاستدل به من اباح النظر الى وجه المراة وكفيها حيث لافتنة، وفسوه ابن مسعود، بالثياب وفسر الزينة بالخاتم والسوار والقرط والقلادة والخلخال، اخرجه بن ابى حاتم ايضا (5]

"اور عورتیں اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جوظاہر ہو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر چہرہ اوردونوں ہاتھوں سے کی ہے (ابن ابی حاتم) سواس سے اس نے استدلال کیا ہے جس نے عورت کے چہرہ اورہاتھوں کی طرف دیکھنے کو جائز قرار دیا ہے، جبکہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ اوراس کی تفسیر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے لباس سے کی ہے۔ اورزینت کی تفسیر: انگوٹھی، کنگن، بالیاں، ہاراورپازیب سے کی ہے۔"

اورفرمانِ الٰہی ہے:

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ... ٣١ ... سورة النور

(فيه، نهى ان تضرب برجلها ليسمع صوت الخلخال) (الاكليل للسيوطى 6/186

"اورزورزور سے اپنے پاؤں مارکرنہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہوجائے۔ اس میں اس بات کی ممانعت ہے کہ اپنی پازیب کو یوں عمداً حرکت دے کر چلیں کہ اس کی آواز سنی جاسکے۔"

اور تفسیر ابن عباس ص 219 میں مذکور ہے کہ:

وَلَا يُبۡدِينَ زِينَتَهُنَّ : الدملوج والوشاح وغير ذلك وَلَا يَضۡرِبۡنَ بِأَرۡجُلِهِنَّ احداهما بالاخري ليقرع الخلخال بالخلخال، انتهى، قال اكثر المفسرين الزينة ههنا اريدبها امور ثلاثة

اَحدُہا: الاصباغ كالكحل والخضاب بالوسمة في حاجبها والغمرة في خديها والحناء في كفيها وقدمها

وثانيها: الحلى كالخاتم والسوار والخلخال والدملج والقلادة والاكليل والوشاح والقرط

وثالثها: الثياب (انتهى في تفسير النيسا فوري والكبير)

وَلَا يُبۡدِينَ زِينَتَهُنَّ" سے مراد بازو بند اور حمیل (گلے میں پہنا جانے والا ہار) وغیرہ ہے اور اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پر نہ ماریں، تاکہ ایک پازیب دوسرے سے مل کر نہ چھنچھنائے۔ اور اکثر مفسرین نے کہا ہے: کہ یہاں " زینت سے مراد تین چیزیں ہیں:

ایک: "رنگ ہے، جیسے سُرمہ لگانا، ابروں میں رنگ بھرنا، رُخساروں پر زعفران لگانا، ہاتھوں اور پاؤں پر مہندی کا لگانا ہے۔"

دوسری: "زیور ہے، جیسے انگوٹھی، کنگن، پازیب، بازو بند، ہار، تاج، حمیل اور بالیاں ہیں۔"

(تیسری: "لباس ہے۔" (تفسیر نیساپوری، کبیر

اور سورہ رعد میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيۡهِ فِي ٱلنَّارِ ٱبۡتِغَآءَ حِلۡيَةٍ أَوۡ مَتَٰعٖ ... ١٧ ... سورة الرعد

(وازانچہ میگدازند ش در آتش بطلب پیرایہ یا بطلب رخت خانہ۔" (فتح الرحمن"

"اور جن چیزوں کو زیور یا دوسرے سامان بنانے کے لئے آگ میں تپاتے ہیں"

اور تفسیر ابن عباس میں ہے:

ابتغاء حلية، طلب حلية تلبسونها، يقول: مثل الحق مثل الذهب والفضة ينتفع بها، كذلك الحق ينتفع به صاحبه

"ابۡتِغَآءَ حِلۡيَةٍ، سے مراد، زیور کی خاطر جنہیں تم پہنتے ہو کہتے ہیں: حق کی مثال اس سونے چاندی کی سی مثال ہے جس سے استفادہ کیا جائے ایسا ہی حق ہے جس سے صاحبِ حق فائدہ اٹھاتا ہے۔"

اور تفسیر کبیر میں ہے:

ابۡتِغَآءَ حِلۡيَةٍ أَوۡ مَتَٰعٖ" اي بطلب اتخاذ حلية وهي ما يتزين به ويتجمل به كالحلى المتخذة من الذهب والفضة، قوله: ابۡتِغَآءَ حِلۡيَةٍ قال اهل المعاني: الذي يوقد عليه لا بتغاء حلية الذهب والفضة والذي يوقد عليه لا بتغاء الامتعة، الحديد والنحاس والرصاص" (والاسرب (5-289

زیور یا اسباب کی خاطر۔ یعنی ایسا زیور بنانا جس سے زینت وخوبصورتی حاصل کی جاتی ہو اور وہ سونے وچاندی کے زیورات ہیں، ابۡتِغَآءَ حِلۡيَةٍ: اہل معانی کہتے ہیں کہ، جو زیور کی خاطر تپایا جاتا ہے وہ سونا اور چاندی ہے اور جو اسباب" کی خاطر تپایا جاتا ہے وہ لوہا، تانبا، قلعی اور سیسہ ہے۔ (تفسیر کبیر

(وقال البيضاوي: والمقصود من ذلك بيان منافعها (1/517

"اس سے مقصود ان کے فوائد کا بیان کرنا ہے۔ (بیضاوی)

:(قال النواب صدیق حسن)

والحلى: بضم الحاء وكسر اللام والياء المشددة اصله حلوي فعلل جمع حلي بالفتح اسم الحلى لكل ما يتزين به من مصاغ الذهب والفضة كذا في النهاية الجزري 1/435

"(حلی، اس کی اصل حلوي، جوکہ فعلل فتح کے ساتھ، حلی کی جمع ہے۔ ہر اس سونے چاندی کے زیور کو کہا جاتا ہے جس سے زینت حاصل کی جاتی ہو"۔ (نھایہ جزری

اور چاندی کو خاص کرنا تخصیص بلا مخصص اور قرآنی آیات کی سلامت کے مخالف ہے۔ کما لا یخفی علی المتامل الماہر۔ اور صحیح بخاری و مسلم سے عورتوں کو سونے کے زیور کی اباحتِ عمومی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے:

(باب العرض في الزكوة.... وقال النبي صلى الله عليه وسلم: تصدقن ولو من حليكن، فجعلت المراة تلقي خرصها وسخابها (فتح الباري 3/312

زکاۃ میں اسباب لینے کا باب۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (عورتوں سے) فرمایا: صدقہ دو، اگرچہ تمہارے زیور ہی کیوں نہ ہوں، چنانچہ عورتیں اپنی اپنی بالیاں اور اپنے اپنے ہار ڈالتی تھیں۔"

حلی یعنی زیور، خواہ وہ سونے کا ہو یا چاندی کا عموم پایا جاتا ہے، جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے :

مِن حُلِیِّهِم عِجلًا جَسَدًا ١٤٨ ... سورۃ الاعراف

اپنے زیور سے بچھڑا بنایا۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو فرمایا : صدقہ یعنی زکاۃ ادا کرو خواہ اپنے زیوروں سے دو۔ اور زیور دونوں اقسام سے ہوتا ہے۔ قاموس میں ہے :

الخرص بالضم و بکسر، حلقۃ الذہب والفضہ او حلقۃ القرط وا لحلقۃ الصغیرۃ

"خِرص ضمہ وکسرہ کے ساتھ، سونے اور چاندی کا کڑا (کنگن اور چوڑی) یا بالی کے کڑے اور چھوٹے کڑے (چھلے) کو کہتے ہیں۔"

الصراح میں یوں ہے : خرص : بضم وکسر، حلقہ زرو نقرہ۔

سخاب : بکسر سین مہملہ وخاء معجمہ، قلادہ، فارسی میں : گردن بند یعنی ہر عرف میں جو زیور گلے میں پہنا جاتا ہے۔ پس سخاب بھی عام ہے خواہ سونے کا ہو یا چاندی کا، جو کہ ہر شخص حسب مقدرو بغرض زینت بنواتا ہے۔

قرط : مضہ کے ساتھ، گوشوارہ، (کان کی بالی) بھی عام ہے خواہ چاندی کا ہو یا سونے کا، مُرصع جڑاؤ ہو یا نہ ہو۔

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب اللباس میں ذکر کیا ہے :

باب، لخاتم للنساء وکان علی عائشۃ خواتیم ذہب : حدثنا ابو عاصم اخبرنا ابن جریج اخبرنا الحسن بن مسلم عن طاوس عن ابن عباس رضی اللہ عنہما شہدت العید مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلی قبل الخطبۃ، قال ابو عبداللہ، وزاد ابن وہب عن ابن جریج فاتی النساء فجعلن یلقین الفتخ والخواتیم فی ثوب بلال (فتح الباری 10/330)

"عورتوں کے انگوٹھی پہننے کا بیان اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سونے کی انگوٹھیاں تھیں۔"

ابو عاصم، ابن جریج، حسن بن مسلم، طاؤس، حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازِ عید میں موجود تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی : اور ابن وھب نے بواسطہ ابن جریج اتنا زیادہ کیا ہے : کہ عورتوں کے پاس تشریف لائے تو عورتیں بلال کے کپڑے میں انگوٹھیاں اور چھلے ڈالتی تھیں۔"

صحیح مسلم میں ایسے ہے :

(قال ابن درید کل ما علق من شحمۃ الاذن فھو قرط سواء کان من ذہب او خرز (نووی شرح مسلم، البانی 438

"ابن درید کہتے ہیں کہ : ہر وہ چیز جو کان کی لو میں لٹکائی جائے وہ بالی ہے، خواہ وہ سونے کی ہو یا موتی کی۔"

زیور کے معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے تئیں ابو زرع سے تشبیہ دینا :

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے : باب حسن المعاشرۃ مع الاہل (بیوی کے ساتھ حسنِ معاشرت کا باب) قائم کیا ہے۔ پھر گیارہ عورتوں کے واقعہ میں گیارہویں عورت نے کہا :

زوجی ابو زرع فما ابو زرع؟ اناس من حلی اذنی

(میرا شوہر ابو زرع ہے اور ابو زرع کیا خوب شخص ہے، اس نے زیورات سے میرے دونوں کانوں کو بھاری کر دیا اور ہلا کے رکھ دیا ہے۔" (فتح الباری 9/317"

پھر اختتام حدیث پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ :

(قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت لک کابی زرع لام زرع انتہی ما فی فتح الباري (انتھی ما فی فتح الباری 9/317 و صحیح مسلم 4/1901

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں تیرے لئے ایسے ہوں جیسے ابو زرع ام زرع کے لئے تھا۔"

سو ابو زرع کے قصہ سے صاف ظاہر ہوا کہ اس مرد مخیر، صاحب ثروت اور صاحب دولت نے ام زرع کے دونوں کانوں میں سونے و چاندی کی بالیاں بنوا کر دی تھیں، بلکہ یہ مقام مدح و زینت، سونے کے زیور کے اہتمام کا مقتضی ہے۔ اور ہر صاحب ثروت چاندی کے زیور کو معیوب سمجھتا ہے خصوصا جبکہ زیور کان کا ہو۔ اسی بنا پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس سونے کی انگوٹھیاں تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات مبارک کو ابو زرع کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

اور امام نووی جملہ اناس من حلی اذنی کے تحت رقمطراز ہیں :

معناہ حلابی قرطۃ وشنوفا فھی تنوس اي تتحرک لکثرتھا، انتہی کلام الشارح، وفی روایۃ ابن السکت : "اذنی و فرعی" وفرعا الانسان یداھا، والحلی حینئذ یعم القرط والشنف والسوار والمعضد، و تنکیر حلی و شحم للتکثیر کلہ من الفائق (مسلم 2/288) طبع کراچی

اس کا یہ معنی ہے کہ اس نے مجھے بالیاں اور کانوں کا زیور اس قدر پہنایا ہے کہ وہ اس کے بوجھ سے جھولتے رہتے ہیں۔ اور ابن السکیت کی روایت میں "اذنی وفرعی" ہے اور انسان کے فروع اس کے دونوں ہاتھ ہوتے ہیں۔ سو" "زیور بالی، کانوں میں پہنا جانے والا کنگن اور بازو بند کے لئے عام ہوا۔

قرط، شنف اور بالی کی وضاحت:

نفائس اللغات میں ہے:

بالی نوعی از زیور کہ از سیم وزر سازند و در گوش آویزند پس اگر در نرمد گوش آویزند بعربی آنرا "قرط" بضم قاف وسکون راء مہملہ وطاء مہملہ گویند واگر در اعلائے گوش آویزند بعربی آنرا "شنف" بفتح شین معجمہ وسکون نون وفا در آخر (گویند وفارسی ہمہ را گوشوارہ وآویزہ گوش گریند۔ (کذافی النفائس

بالی زیور کی ایک قسم ہے جو کہ سونے وچاندی سے بناتے ہیں اور کان میں لٹکاتے ہیں، پس اگر اس زیور کو کان کی لو میں لٹکایا جائے تو عربی میں اسے "قرط" کہتے ہیں، جو کہ قاف کے ضمہ اور را و طا کے سکون سے ہے، اور اگر" "اس کو کان کے اوپر والے حصہ میں لٹکایا جائے تو عربی میں اس کو "شنف" شین کی فتح اور نون کی جزم سے کہتے ہیں اور فارسی میں تمام کو بالی یا کان میں لٹکائے جانے والے کو زیور کو کہتے ہیں۔

حلی: سونے چاندی کے لئے عام ہے

صحیح بخاری ومسلم کی حدیث سے "حُلی" عموم کو ظاہر کرتا ہے، خواہ وہ سونے کی قسم ہو یا چاندی کی۔ اور چاندی کی تخصیص، بلا مخصص اور بلا مرجح باطل تصور ہوگی، بلکہ سونے کی تائید میں تو مندرجہ ذیل دلائل ہیں:

جیسا کہ ابوداؤد میں باب الکنز میں ہے:

ماہو زکاۃ الحلی:

حدثنا ابو کامل وحمید بن مسعدۃ المعنی ان خالد بن الحارث حدثہم قال حدثنا حسین بن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان امرءۃ اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعہا ابنۃ لہا وفی ید ابنتہا مسکتان غلیظتان من ذہب، فقال لہا تعطین (زکاۃ ہذا؟ قالت لا، قال: ایسرک ان یسورک اللہ بہما یوم القیامۃ سوارین من نار؟ قال، فخلعتہما فالقتہما الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت ہما للہ ولرسولہ انتہی وہکذا (رواہ النسائی 2/280، ابوداؤد 1/212، سلفیہ

زیور کی زکاۃ کیا ہے!

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی، جس کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا، کیا تم اس کی زکوۃ دیتی ہو؟ اس نے جواب عرض کیا: "نہیں" اس پر آپ نے فرمایا: کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ان کے بدلے آگ کے دو کنگن پہنائے؟ اس عورت نے وہ (دونوں کنگن پھینک دیئے، اور بولی کہ یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے ہیں۔" (النسائی

قال الحافظ عبدالعظیم المنذري: لعل الترمذي قصد الطریقین الذین ذکرہما والا فطریق ابی داؤد لا مقال فیہا ثم بینہا رجلا، رجلا، کذا فی المحلی شرح مؤطا مالک، رواہ ابوداؤد

(امام منذری کہتے ہیں کہ: امام ترمذی نے دو سندوں کا ذکر کیا ہے ورنہ امام ابوداؤد کی ذکر کردہ سند بھی ایسی ہے جس میں کوئی جرح نہیں ہے، پھر انہوں نے ایک ایک راوی کی وضاحت کری ہے۔" (ابوداؤد"

قال فی فتح القدیر: قال ابو الحسن بن قطان اسنادہ صحیح، وقال المنذري فی مختصرہ اسنادہ لا مقال فیہ، وانما اخرج ابو داؤد عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت: کُنْتُ أَلْبَسُ أَوْضَاحًا مِنْ ذَہَبٍ، فَقُلْتُ یَا رَسُولَ اللہِ! أَکَنْزٌ ہُوَ؟ فَقَالَ: مَا بَلَغَ أَنْ (تُؤَدَّی زَکَاتُہُ فَزُکِّیَ، فَلَیْسَ بِکَنْزٍ واسنادہ جید، کذا فی المحلی (کذا فی المحلی 6/97، منذری 2/175

فتح القدیر میں ہے کہ: ابو الحسن بن قطان نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔ امام منذری نے اپنی مختصر میں کہا ہے کہ: اس کی سند میں کوئی مقال نہیں ہے اور ان دونوں کو ابوداؤد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا" ہے کہتی ہیں کہ: میں سونے کی پازیب پہنا کرتی تھی، میں نے کہا! اے اللہ کے رسول کیا یہ کنز (خزانہ) ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ نصاب کو پہنچ جائے اور ان کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو کنز نہیں ہے، اور اس "کی سند جید ہے۔

اسی طرح سنن ابی داؤد میں ہے:

(باب فی الحریر للنساء: عن عبداللہ بن زریر انہ سمع علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ حریرا فجعلہ فی یمینہ واخذ ذہبا فجعلہ فی شمالہ ثم قال: ان ہذین حرام علی ذکور امتی (61] (1)

"عورتوں کے لئے ریشم کا باب: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونا پکڑا، پھر فرمایا: یہ دونوں میری امت کے مردوں کے لئے حرام ہیں۔"

اور نسائی کے باب تحریم لبس الذہب (سونا پہننے کی حرمت) میں ہے (2):

(عن ابی موسیٰ الاشعري رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عزوجل احل لاناث امتی الحریر والذہب وحرمہ علی ذکورہا انتہی (نسائی 8/139، ابن ماجہ

"حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ عزوجل نے ریشم اور سونے کو میری امت کی عورتوں کے لئے حلال قرار دیا ہے اور مردوں کے لئے حرام۔"

تحریم الذہب علی الرجال (3)

"مردوں کے لئے سونے کی حرمت"

عن عبداللہ بن زریر انہ سمع علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب یقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ حریرا فجعلہ فی یمینہ واخذ ذہبا فجعلہ فی شمالہ ثم قال : ان ہذین حرام علی ذکور امتی انتھی مافی النسائی (النسائی 8/139 ابن ماجہ حدیث 3595)

"حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ میں ریشم پکڑا اور بائیں ہاتھ میں سونا، پھر فرمایا : یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔"

اس حدیث کو امام نسائی نے چار طرق سے روایت کیا ہے ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور دوسرا حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے اور ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں : کہ

قالت اہدي النجاشی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلقة فیہا خاتم ذہب فیہ فص حبشی فاخذہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعود وانہ لمعرض عنہ او ببعض اصابعہ ثم دعا بابنة ابنتہ امامة بنت العاص فقال : تحلی ہذا یا بنیة (ابن ماجہ (4) 2/1202، ابوداوٗد 4/535)

"نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چھلا بھیجا اس میں سونے کی انگوٹھی تھی اور اس میں ایک سیاہ نگینہ جڑا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک لکڑی سے چھوا اور آپ اس سے نفرت کر رہے تھے یا کسی انگلی سے لیا، پھر اپنی نواسی امامہ بنت العاص (حضرت زینت رضی اللہ عنہا کی بیٹی) کو بلایا اور فرمایا : بیٹی! اسے پہن لو۔" (ابن ماجہ

... ترمذی میں باب ماجاء فی الحریر والذہب للرجال (5)

حدثنا اسحاق بن منصور ثنا عبداللہ بن نمیر ثنا عبداللہ حدثنا عبداللہ بن عمر عن نافع عن سعید بن ابی ہند عن ابی موسیٰ الاشعري رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : حرم لباس الحریر والذہب علی ذکور امتی واحل علی اناثہم وفی الباب عن عمر وعلی وعقبة بن عامر وام ہانی وانس وحذیفة وعبداللہ بن عمرو وعمران بن حصین وعبداللہ بن الزبیر وجابر وابی ریحانة وابن عمر والبراء رضی اللہ عنہم ہذا حدیث حسن صحیح مافی الترمذي 4/217، وفی المشکوٰة فتح الربانی 17/270 وابوداوٗد والنسائی 8/139)---

مردوں کے لئے سونا اور ریشم پہننے کے بیان) میں ہے : حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : سونا اور ریشمی لباس میری امت کے مردوں کے لئے حرام اور ان کی) "عورتوں کے لئے حلال کیا گیا ہے۔ اور اس باب میں حضرت عمر، علی، عقبہ بن عامر، ام ھانی، انس، حذیفہ، عبداللہ بن عمرو، عمران بن حصین، عبداللہ بن الزبیر، جابر، ابوریحانہ، ابن عمر اور براء بن عازب رضی اللہ عنہم سے بھی روایات مروی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ (مشکوٰة 2/1244 البانی)

اور بلوغ المرام میں ہے (6):

عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : احل الذہب والحریر لاناث امتی وحرم علی ذکورہا رواہ احمد والنسائی والترمذي وصححہ انتھی (النسائی 8/139، ترمذی 4/217، مصنف عبدالرزاق حدیث 19930، بلوغ المرام 148)

"حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لئے حلال اور ان کے مردوں کے لئے حرام کیا گیا ہے۔ احمد، نسائی اور ترمذی نے اسے صحیح کہا۔"

سونے اور ریشم عورتوں کے لئے حلال اور ان دونوں کا مردوں کے لئے حرام ہونا سولہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، جو کہ واقفان حدیث پر مخفی نہیں ہے، اور اسی باب میں مسند احمد، ابوداوٗد، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ کلمات مروی ہیں :

اخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حریرا فجعلہ فی یمینہ واخذ ذہبا فجعلہ فی شمالہ ثم قال : ان ہذین حرام علی ذکور امتی، زاد ابن ماجة : حل لاناثہم .... وبین النسائی والاختلاف فیہ علی یزید بن ابی جبیب قال الحافظ وہو اختلاف لا یضر ونقل (7) عبدالحق عن ابن المدینی انہ قال حدیث حسن ورجالہ معروفون انتھی مافی نیل الاوطار للشوکانی ([1]71)

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ میں ریشم اور بائیں میں سونا پکڑا، پھر فرمایا : یہ دونوں میری امت کے مردوں کے لئے حرام ہیں۔ ابن ماجہ میں اضافہ ہے : ان کی عورتوں کے لئے حلال ہے۔ امام نسائی نے یزید بن ابو جبیب کے متعلق اختلاف ظاہر کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ : یہ اختلاف بے ضرر ہے۔ عبدالحق نے ابن المدینی سے نقل کیا ہے کہ : انہوں نے کہا، کہ حدیث حسن ہے اور اس کے راوی معروف ہیں۔"

: ہر گاہ علی بن المدینی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے اور اس کے رواۃ کو معروف بالعدالۃ کہا ہے تو پھر اس کی تضعیف کون کر سکتا ہے۔ حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تقریب میں فرماتے ہیں

(علی بن عبداللہ المدینی البصري ثقة ثبت امام اعلم اہل عصرہ بالحدیث وعلله حتی قال البخاري : ما استصغرت نفسی الا عندہ (تقریب 373 فاروقی ملتان

"حضرت علی بن المدینی البصری ثقہ، حجۃ، اپنے زمانہ کے حدیث اور علل الحدیث کے سب سے بڑے امام ہیں۔ حتیٰ کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ : میں نے خود کو ماسوا ابن المدینی کے کسی کے سامنے چھوٹا محسوس نہیں کیا۔"

وقال شیخہ ابن عیینة : اتعلم منہ اکثر مما یتعلم منی

"ان کے شیخ ابن عیینہ کہتے ہیں کہ : میں ابن المدینی سے اس سے کہیں بڑھ کر سیکھتا ہوں جو وہ سے سیکھتے ہیں۔"

(وقال النسائی : کان اللہ خلقه للحدیث (کذافی التقریب 373

"امام نسائی فرماتے ہیں کہ : اللہ تعالیٰ نے ان کو حدیث کےلئے پیدا فرمایا ہے۔"

:سونے کا زیور عورت کےلئے بوجوہ یقیناً جائز ہے

مندرجہ بالا تحریر سے سونے کا زیور عورت کے حق میں بلاریب ثابت ہوتا ہے اور وعیدِنار والی حدیث عورتوں کے حق میں سونے کے زیور کا استعمال چند وجوہ کے سبب مذکورہ بالا دلائل کا مقابلہ میں معارض نہیں ہو سکتی۔

وجہ اول:

کہ جواز کے دلائل کثرت وقوت کی بنا پر ارجح واکثر ہیں، اور حدیث وعیدِنار مرجوح اور کمتر ہے، کیونکہ جواز کی دلیل کےلئے قرآنی آیات اور بخاری و مسلم کی حدیث وعیدِنار والی حدیث کے خلاف واضح حجت ہے۔ کما لایخفیٰ علی المتتبع الماہر۔

وجہ دوئم:

:کہ عورت کے حق میں حرمت کی روایت جونیچے آرہی ہے قرآنی آیات، حدیث شیخین اور سولہ، سترہ صحابہ کرام کی روایات کی رو سے منسوخ ہے۔ شرح السنۃ میں ہے

[1] قال البغوي ہذا الحدیث منسوخ بحدیث ابی موسیٰ الاشعري انه صلی اللہ علیه وسلم قال: احل الذہب والحریر للاناث من امتی کذافی المرقاۃ وغیرہا([8])

"امام بغوی کہتے ہیں کہ : یہ حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے منسوخ ہے کہ : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کےلئے حلال ہے۔"

:شیخ جلال الدین السیوطی شرح نسائی میں رقمطراز ہیں

[1] یامعشر النساء امالکن فی الفضۃ ماتحلین اما انه لیس منکن امراۃ تحلت ذہبا تظہرہ الاعذبت بہ ہذا منسوخ بحدیث: ان ہذین حرام علی ذکور امتی حل لاناثہا([9])

اے عورتوں کی جماعت کیا تم چاندی کا زیور نہیں بنا سکتیں، دیکھو! جو عورت تم میں سے سونے کا زیور پہن کر (اجنبی مردوں کو یا فخر سے) نمود و نمائش کرے تو اس کو عذاب ہو گا۔ یہ حدیث اس حدیث سے منسوخ ہے :" "بے شک یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور عورتوں کےلئے حلال۔

قال ابن شاہین فی ناسخہ : کان فی اول الامر یلبس الرجال خواتیم الذہب وغیر ذلک وکان الحظر قد وقع علی الناس کلہم ثم اباحہ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم للنساء دون الرجال، فصار ما کان علی النساء من الحظر مباحا لہن، فنسخت الاباحۃ بالحظر، وحکی النووي فی شرح مسلم لاجماع المسلمین علی ذلک انتہی مافی زہر الربی علی المجتبی الحافظ جلال الدین السیوطی 8/135 حاشیہ

ابن شاہین اپنی ناسخ میں لکھتے ہیں کہ : ابتدائے امر میں مرد سونے وغیرہ کی انگوٹھیاں پہنا کرتے تھے اور لوگ ان سے خطرہ محسوس کرنے لگے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے علاوہ عورتوں کےلئے حلال قرار دے" دیا، سو جو چیز عورتوں کےلئے باعث خطرہ تھی ان کےلئے مباح کر دی گئی اور اباحت نے خطرہ کو منسوخ کر دیا اور امام نووی نے شرح مسلم میں اس پر مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے۔ زہر الربی علی المجتبی

والثانی : ان النساء احوج الی تزیین لیرغب فیہن ازواجہن ولذلک جرت عادۃ العرب والعجم جمیعا بان یکون تزینہن اکثر من تزیینہم، فوجب ان یرخص لہن اکثر مما یرخص لہم ولذلک قال صلی اللہ علیه وسلم: احل الذہب والحریر للاناث من امتی وحرم علی ذکورہا) انتہی مافی حجۃ اللہ البالغۃ للشیخ الشاہ ولی اللہ المحدث الدہلوي (حجۃ اللہ مترجم 430 طبع کراچی نور محمد

اور دوسری بات یہ کہ : خواتین زیب و زینت کی زیادہ ضرورت مند ہیں، تاکہ ان کے شوہر ان میں راغب ہوں، اسی لئے تمام عرب و عجم میں یہ بات عام ہے کہ عورتوں کی زیبائش مردوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے، سو ضروری تھا" (کہ ان کو مردوں کی نسبت زیادہ رخصت دی جائے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کہ سونا و ریشم میری امت کی خواتین کےلئے حلال اور مردوں کےلئے حرام قرار دیئے گئے ہیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ

(در مؤطا امام مالک مذکور ست کہ عبداللہ بن عمر زیور طلائی بپوشانید دختران وکنیزان خود از زر پس بر نمی برآورد از زیور ایشان زکوٰۃ۔ (موطا مسویٰ 207/

"مؤطا امام مالک میں ہے کہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں اور کنیزوں کو سونے کا زیور پہنایا کرتے تھے اور اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرتے تھے۔"

(مالک عن نافع ان عبداللہ بن عمر کان یحلی بناتہ وجواریہ الذہب ثم لایخرج حلیہن الزکوۃ انتہی (مؤطا 1/214، فواد عبد الباقی

"مالک، نافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر اپنی بیٹیوں اور بچیوں کو سونے کا زیور پہنایا کرتے تھے اور ان کے زیور کی زکاۃ نہ ادا کرتے تھے۔"

وجہ سوم:

کہ یہ وعیدِنار سونے کا زیور پہننے پر نہیں فرمائی، بلکہ یہ وعیدِنار ایسے لوگوں کےلئے ہے جو اسے بقصد ریا اور نمود و تکبر کے طور پر استعمال کریں اور جاہلیت کی سی زینت و سنگار کا اظہار کرنے والے ہوں، کیونکہ یہ ہر زمانہ کے اہل اسراف واتراف اور اغنیاء کا شعار رہا ہے، سو جو ان امور خارجیہ سے متصف ہو کر سونے کا زیور پہنے اس کےلئے وعیدِنار کا موجب ہے اس لئے کہ لباس حریر اور طلائی زیورات میں اکثر و بیشتر ریاء و تکبر پایا جاتا ہے، بخلاف چاندی کے زیور کے کہ یہ اغنیاء کے نزدیک عرفاً نہایت بے قدر تصور کیا جاتا ہے، اسی تکبر و ریاء کے فاخرانہ لباس اور سونے کے زیور سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

[[10]](من لبس ثوب شدرۃ البسہ اللہ ثوب مذلۃ یوم القیامۃ)

"جو کوئی فاخرانہ لباس پہنتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو روزِقیامت ذلت ورسوائی کا لباس پہنائے گا۔"

سو اس حدیث میں لباس شہرت اور ریاء وافتخار آخرت میں موجب لباس مذمت ہوا نہ کہ نفسِ لباس زینت۔ چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

[[11]](اللہ جمعیل یحب الجمال)

"اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔"

پھر فرمایا:

[[12]](من ترک لبس ثوب جمال وہو یقدر علیہ، وفی روایۃ تواضعا کساہ اللہ حلۃ الکرامۃ)

"جس شخص نے قدرت کے باوجود تواضع وانکساری کرتے ہوئے لباس جمال ترک کیا اللہ تعالیٰ اس کو حلہ کرامت پہنائے گا۔"

شارع کا مقصود یہ ہے کہ فاخرانہ لباس اور بیش قیمت سونے کے زیورات جہاں دنیا میں محنت شاقہ اور موجبِ جانفشانی ہیں وہاں آخرت سے غفلت ونسیان کا سبب بھی ہیں اور بقدر حاجت براری، دارین میں راحت واطمینان کا سبب ہوگا۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

يٰبَنِىٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِىْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ... ٢٦ ... سورۃ الاعراف

"اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرم گاہوں کو چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس، یہ اس سے بڑھ کر ہے۔"

خیر الاموراوسطہا" کو اپنانا ہی زیب دیتا ہے، اور اسی اظہار ونمود وافتخار کے باعث امام عبدالرحمن نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "باب الکراہۃ للنساء فی اظہار الحلی والذہب" عورتوں کو سونا اور زیورات کے اظہار کی کراہت کا باب" قائم کیا ہے اور اس میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ سے دو طریق سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ:

[[13]](خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: معشر النساء اما انہ لیس منکن امراءۃ تحلی ذہبا تظہرہ الا عذبت)

"ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا: اے عورتوں کی جماعت خبردار! جس عورت نے سونے کا زیور پہن کر اس کا اظہار کیا وہ عذاب سے دوچار ہوگی۔"

پس سونے کا ریا، وتکبر کے طور پہن کر اظہار کرنا تو موجبِ وعید نار ہوگا اور بلا ریاء وافتخار پہننا اس وعید سے خارج ہوگا، کیونکہ جملہ "تظہرہ" "ذہب" کی صفت واقع ہوا ہے جو کہ اس بات کی بین دلیل ہے۔ کما لا یخفی علی المتامل الذکی الماہر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ازواج مطہرات کو زیور پہننے سے روکنا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گاہے بگاہے اپنے اہل کو ترغیب وترہیب کی بنا پر ریشم وزیور پہننے سے مطلقا منع فرماتے تھے جیسا کہ نسائی میں ہے:

[[14]](عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ یخبر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمنع اہلہ الحلیۃ والحریر ویقول: ان کنتم تحبون حلیۃ الجنۃ فلا تلبسوہا فی الدنیا)

"حضرت عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل کو زیور اور ریشم سے منع کرتے تھے اور فرماتے: اگر تم جنت کے زیور اور ریشم کو پسند کرتی ہو تو اسے دنیا میں مت پہنو۔"

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کو بوقت شب جگاتے اور فرماتے تھے:

(من یوقظ صواحب الحجرات، رب کاسیۃ فی الدنیا عاریۃ فی الآخرۃ (فتح الباری 3/14، اطراف 4724، 7347

(کون ہے جو اہل حجرات (ازواج مطہرات) کو جگائے (تاکہ وہ نماز پڑھیں)، کتنی ہی عورتیں جو دنیا میں لباس پہننے والی ہیں قیامت کے روز ننگی ہوں گی۔" (ترمذی احمد شاکر 5/487"

یہ ترغیب عبادت، نمازِ تہجد اور اعراض عن الدنیا کی خاطر اور مواخذہ آخرت سے ترہیب کے لئے ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ لباس زینت سے مطلقا منع نہ کرتے تھے کہ ہر مقام پر حرمتِ عمومی خلافِ عقل ونقل اور اس آیت کریم کے مخالف ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِىْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ٣٢ ... سورۃ الاعراف

کہہ دیجئے کہ اللہ کے پیدا کئے ہوئے اسباب زینت کو، جن کو اس نے اپنے بندوں کے لئے بنایا ہے اور کھانے پینے کی حلال چیزوں کو کسی شخص نے حرام کیا ہے۔ الآیۃ"

لیکن لوازمات ضروریہ سے بڑھ کر چمک دمک واسراف تقرب الٰہی اور آخرت میں رفع درجات کے لئے مضر ہے، یہ نہیں کہ یہ مطلقا حرام اور دخولِ نار کا موجب ہے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ

عنہا سے فرمایا تھا:

(یا عائشۃ ان اردت اللحوق بی فلیکفک من الدنیا کزاد الراکب وایاک و مجالسۃ الاغنیاء ([151][1]

"اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! اگر تو مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو تجھے دنیا سے سوار کے توشہ کی مانند کافی ہو اور دولت مندوں کی ہم نشینی سے بچتی رہو۔"

وجہ چہارم:

یہ وعید ناران لوگوں کے لئے ہے، جو ہمہ وقت دنیا کی حرص میں لذات و شہوات، فاخرانہ لباس اور بیش قیمت نفیس زیورات کے طلبگار، مال و دولت کے اسراف میں ایک دوسرے سے بڑھ کر مستغرق رہتے ہوئے دنیا کے لذائذ و ظرائف فراہم کرنے میں لگے رہتے ہیں، حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر شب و روز اسی میں غلطاں و پیچاں رہتے ہیں، اور خود کو فقراء و مساکین سے اعلیٰ تصور کرتے ہوئے بڑے نازاں و فرحاں رہتے ہیں اور دنیا کی رغبتوں میں اللہ و رسول کو بھول جاتے ہیں۔ اس بناء پر اللہ تعالیٰ نے ایسے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا اور ان کی امت کو سنایا:

وَلا تَعدُ عَيناكَ عَنهُم تُريدُ زينَةَ الحَيوٰةِ الدُّنيا وَلا تُطِع مَن أَغفَلنا قَلبَهُ عَن ذِكرِنا وَاتَّبَعَ هَوىٰهُ وَكانَ أَمرُهُ فُرُطًا ۲۸ ... سورۃ الکہف

"اور خبردار! تیری نگاہیں ان سے ہٹنے نہ پائیں کہ دنیوی زندگی کے ٹھاٹھ کے ارادے میں لگ جا، دیکھ اس شخص کا کہنا ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔"

عورتیں خصوصاً خواہشات دنیاوی پر مرمٹتی ہیں اور سونے کے خوشنما زیورات پر جان چھڑکتی ہیں اور بھاری بیش قیمت زیور پر فریفتہ ہو جاتی ہیں۔ اس کی حرص میں مبتلا، شب و روز اس میں ایسی حواس باختہ رہتی ہیں کہ احسان فراموش ہو جاتی ہیں جیسا کہ بخاری میں ہے:

(ویکفرن العشیر ویکفرن الاحسان، لو احسنت الی احداہن الدہر ثم رات منک شیئا قالت: ما رایت منک خیرا قط (فتح الباری 1/83، احمد 1/298،359

"خاوند کے احسان کا انکار کرتی ہیں اگر تم پوری عمر ان کے ساتھ احسان کرو پھر ذرا ناگواری پیدا ہو جائے تو فوراً کہے گی میں نے تم سے کبھی خیر نہیں دیکھی۔"

اور اسی مال کی کثرت ہی کی خواہش مند رہی ہیں:

گل خورشید ٹیکا ہو قمر اکا ہو بازو کا

اور سونے کے زیور کی کم مقدار پر اکتفا نہیں کرتیں، بلکہ زیورات کی مختلف انواع و اقسام اور زیادہ سے زیادہ حصول کی خواہش کرتے ہوئے اسراف و اتراف میں گم ہو جاتی ہیں، مثلاً جو زیور دو تین تولہ میں بن سکتا ہے اس پر خوش نہیں ہوتیں جبکہ پانچ چھ تولہ کا نہ بن جائے، حالانکہ زیور ایک تولہ کا ہو یا دو چار تولہ کا زیب و زیبائش میں مساوی ہے اس پر قناعت نہیں کرتیں، بلکہ متعدد الانواع زیورات سے زیب و زینت کی طلبگار رہتی ہیں۔ عورتوں کی اسی آرائشِ نقش و نگار کی بے تحاشا حرص کے پیش نظر پر تقی میر نے کہا ہے:

یار کی بالی کا جھمکا قدرت اللہ کی

عقد پروین کان میں زہرہ کی زیور ہو گیا

مزید فرمایا:

تیرے زیور کے نگین رات کو ایسے چمکے

ایک جگنی سے ہوئے سینکڑوں جگنو پیدا

بہر حال حس سے بڑھی ہوئی مال کی حرص و محبت آخرت سے غفلت و نسیان کا موجب ہے اور اسراف کی تعریف یہ ہے:

لتجاوز مالم یکن فی حقہ ان یتجاوز

وہ اتنا حد سے بڑھا جتنا اسے بڑھنا روا نہ تھا

اور یہ عادت شرعاً و عقلاً مذموم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ فرقان میں عباد الرحمٰن کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی بیان فرمائی ہے:

وَالَّذينَ إِذا أَنفَقوا لَم يُسرِفوا وَلَم يَقتُروا وَكانَ بَينَ ذٰلِكَ قَوامًا ٦٧ ... سورۃ الفرقان

"اور جو خرچ کرتے وقت بھی نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ بخیلی، بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل طریقے پر خرچ کرتے ہیں۔"

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ٤٣ ... سورة المؤمن

"بے شک اسراف کرنے والے دوزخی ہیں۔"

(وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: کل ماشئت والبس ماشئت ماخطاتک اثنتان سرف ومخیلۃ (رواہ البخاری، فتح الباری 10/252

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ جو چاہو کھاؤ اور جو چاہو پیو، بشرطیکہ دو باتیں نہ ہوں (ایک) اسراف (دوسرا) تکبر، (بخاری"

(وعن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کانوا واشربوا وتصدقوا والبسوا مالم یخالط اسراف ولا مخیلۃ (رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ 2/1192، فتح الباری 10/252

"حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھاؤ اور پیو، صدقہ کرو اور پہنو، جب تک اسراف اور تکبر نہ ہو۔"

جب مباح چیز میں اسراف و تکبر پایا گیا تو وہ چیز شرعاً ممنوع یعنی محظور لغیرہ ہوئی لعینہ اور اسی حرص شدید پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(تعس عبدالدینار و عبدالدرہم و عبدالخمیصۃ کما رواہ البخاری عن ابی ہریرۃ (فتح الباری حدیث 2787، مصابیح السنہ 3/416

"ہلاک ہو جائے درہم و دینار کا بندہ اور خمیصہ (چادر) کا بندہ۔"

سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی اسراف و اتراف کثیر پر "لبس الذہب الا مقطعا" (ماسوا کٹے ہوئے سونے کے پہننے) سے نہی کی ہے۔ کما رواہ النسائی۔

قال فی النہایۃ: اراد الشیء الیسیر وکرہ الکثیر الذي ہو عادۃ اہل السرف والخیلاء انتہی کذا ذکر الشیخ جلال الدین السیوطی و شرح السنائی سلفیہ 2/278

"نہایہ میں ہے کہ: اس سے آپ نے تھوڑی چیز مراد لی ہے اور مسرفین و متکبرین کی عادتِ تکثیر کو ناپسند کیا ہے۔"

اور اہل الحدیث کو بنظر اسناد اصل میں بھی کلام ہے اور اس کا بیان بالفعل تعذر ہے۔

امام نووی شرح مسلم نے باب قائم کیا ہے:

تحریم خاتم الذہب علی الرجال و نسخ ما کان من اباحتہ فی اول الاسلام

"مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی حرمت اور ابتدائے اسلام میں اس کے جواز کے منسوخ ہونے کا بیان۔"

واجمع المسلمون علی اباحۃ خاتم الذہب للنساء واجمعوا علی تحریمہ علی الرجال الا ما حکی عن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن محمد بن حزم انہ اباحہ و عن بعض انہ مکروہ لا حرام وہذان النقلان باطلان قائلہما محجوج بہذہ الحدیث التی ذکرہا مسلم مع اجماع من قبلہ علی تحریمہ مع قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الذہب والحریر: ان ہذین حرام علی ذکور امتی حل لاناثہا انتہی (مسلم 2/195)

اور مسلمانوں کا عورتوں کے لئے سونے کی انگوٹھی پہننے کے جواز پر اجماع ہے اور وہ اس پر بھی متفق ہیں کہ وہ مردوں کے لئے حرام ہے۔ ماسوا ابوبکر بن عمر بن محمد بن حزم کے مخالف قول کے کہ انہوں نے اس کو مباح قرار دیا" ہے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ وہ مکروہ تو ہے مگر حرام نہیں، اور یہ دونوں باتیں گزشتہ سطور میں مذکور ریشم و سونے کی حرمت سے متعلق فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب باطل ہیں کہ: یہ دونوں چیزیں میری امت کے "مردوں پر حرام اور ان کی عورتوں کے لئے حلال ہیں۔

اور ہمارے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کی وعید سونے کا زیور پہننے پر نہیں فرمائی بلکہ اس افراط پر ہے جو کہ نمود و ریاء اور فخر و تکبر کا موجب بنتا ہو۔ وکم من شيء یکرہ او یحرم بمجاورۃ شيء آخر کما تقرر عند المحدثین والمجتہدین (کتنی ہی چیزیں کسی دوسری چیز کے اتصال سے مکروہ یا حرام ہو جایا کرتی ہیں) کما لا یخفی علی المتامل الماہر بالنصوص۔ اور ہماری اس تحریر کی تائید میں محدث علامہ شاہ ولی اللہ دہلوی، حجۃ اللہ البالغۃ میں رقمطراز ہیں:

اللباس والزینۃ والاوانی و نحوہا: اعلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نظر الی عادات العجم و تعمقاتہم فی الاطمنان بلذات الدنیا فحرم رؤسہا و اصولہا و کرہ مادون ذلک، لانہ علم ان ذلک مفض الی نسیان الدار الآخرۃ، مستلزم للاکثار من طلب الدنیا، فمن تلک الرؤس اللباس الفاخر، فان ذلک اکبر ہمہم فخرہم والبحث عنہ من وجوہ منہا.

الاسبال فی القمص والسراویلات فانہ لا یقصد بذلک الستر والتجمل اللذان ہما المقصودان فی اللباس وانما یقصد بہ الفخر واراءۃ الغنی و نحو ذلک والتجمل لیس الا فی القدر الذي یساوي البدن قال صلی اللہ علیہ وسلم: لا ینظر اللہ یوم القیامۃ الی من جر ازارۃ بطرا وقال صلی اللہ علیہ وسلم: ازرۃ المؤمن الی انصاف ساقیہ، ولا جناح علیہ فما بینہ و بین الکعبین وما اسفل من ذلک ففی النار.

ومنہا: الجنس المستغرب الناعم عن الثیاب، قال صلی اللہ علیہ وسلم: من لبس الحریر فی الدنیا لم یلبسہ یوم القیامۃ.

ومنہا: الثوب المصبوغ بلون مطرب یحصل بہ الفخر والمروۃ فنہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المعصفر والمزعفر، وقال: ان ہذہ من ثیاب اہل النار.

والمذموم: الامعان فی التکلف والمرائۃ والتفاخر بالثیاب و کسر قلوب الفقراء وفی الفاظ الحدیث اشارات الی ہذہ المعانی، کما لا یخفی علی المتامل.

ومناط الاجر ردع النفس عن اتباع داعیۃ الغمط والفخر ومن تلک الرؤوس الحلی المترفۃ وہنا أصلان: أحدہما: أن الذہب ہو الذي یفاخر بہ العجم، ویفضي جریان الرسم بالتحلی بہ إلی الإکثار من طلب الدنیا والفضۃ، ولذلک شدد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الذہب وقال: ولکن علیکم بالفضۃ والعبوا بہا.

والثانی : ان النساء اخرج الی تزین لیوغب فیھن ازواجھن ولذلک جرت العادۃ العرب والعجم جمیعا بان یکون تزینھن اکثر من تزئینھم ، فواجب ان یرخص لھن اکثر مما یرخص لھم ولذلک قال صلی اللہ علیہ وسلم : احل الذھب والحریر للاناث من امتی وحرم علی ذکورھا) مافی حجۃ اللہ البالغۃ بقدر الحاجۃ 2/189،190

لباس، زیبائش اور برتن وغیرہ :

جان لیجئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجمیوں کی عادات اور ان کا دنیا کی لذتوں سے اطمینان حاصل کرنے اور ان میں گہری دلچسپی لینے کے پیش نظر ان کے اصول و قواعد کو حرام اور اس کے علاوہ کو مکروہ قرار دیا ہے، اس لئے کہ ان کو معلوم تھا کہ، وہ آخرت کے بھولنے کا موجب ہے اور طلب دنیا کے حصول کی بہتات کو مستلزم ہے ۔ سو ان اصول میں سے ایک فاخرانہ لباس ہے جو ان کے لئے باعثِ فخر اور ان کا مطمع نظر ہے اور اس کا باعث کئی ایک اسباب ہیں :

ان میں سے ایک قمیص اور شروال کو نیچے لٹکانا ہے، جس سے نہ پردہ اور نہ ہی تزیین مقصود ہوتی ہے جو کہ لباس کا اصل مطلوب ہے بلکہ اس سے مقصود فخر و مباہات اور اظہارِ ثروت وغیرہ ہوا کرتا ہے ۔ اور تزیین و آرائش تو وہی بھالگتا ہے جو جسم کے مساوی ہو، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ : اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس شخص کی طرف نظرِ رحمت سے نہ دیکھے گا جو اپنی تہہ بند کو تکبر سے گھسیٹ کر چلتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! مومن کی چادر پنڈلیوں کے درمیان تک ہوتی ہے اور اس میں کوئی حرج جبکہ وہ ٹخنے اور نصف پنڈلی کے مابین ہو اور جو اس سے نیچے ہوگی تو وہ حصہ دوزخ میں جائے گا ۔

اور ان میں سے ایک : کپڑوں کی نرم و ملائم اور نادر قسم ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا ۔

اور ان میں دوسرا : بھڑکیلے و شوخ رنگوں کا لباس ہے جس سے فخر و نخوت ٹپکتی ہو ۔ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معصفر (زرد رنگ) اور مزعفر (زعفران سے رنگے ہوئے) لباس سے منع کیا ہے اور فرمایا : یہ دوزخیوں کا لباس ہے ۔ اور مذموم صفت یہ ہے : تکلف و نخوت، فاخرانہ لباس اور فقراء کے دل توڑنے میں مبالغہ آرائی سے کام لینا، جس کا حدیث کے الفاظ میں مفہوم موجود ہے اور اجر کا دارومدار نفس کو حقارت و تکبر کے داعیہ کی اتباع سے روکنا ہے اور انہیں قواعد سے فاخرانہ زیورات بھی ہیں، جس کی دو وجوہ ہیں :

1۔ عجمی لوگ چاندی کو چھوڑ کر سونے پر فخر کرتے ہیں، جبکہ اس کا اظہار کرنا طلب دنیا کی کثرت کی طرف لے جانے والا ہے ۔ اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے متعلق سختی کی ہے، اور فرمایا : چاندی کو پہنا کرو اور اس سے دل بہلاؤ ۔

2۔ عورتوں کو اس سے اس لئے مستثنیٰ کیا تاکہ وہ اس سے اپنے شوہروں کے لئے زیبائش حاصل کریں ۔ اور یہی طریقہ عرب و عجم میں مروج ہے، کیونکہ عورتوں کی تزئین مردوں کی نسبت زیادہ ہے ۔ تو ضروری تھا کہ ان کو مردوں کی نسبت زیادہ رخصت دی جاتی ۔ اسی لئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(سونا میری امت کی عورتوں کے لئے حلال اور مردوں کے لئے حرام کیا گیا ہے ۔ " (حجۃ اللہ البالغہ"

پس شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بحث سے بھی یہی واضح ہوا کہ بہت زیادہ اسراف و اتراف اور فخر و نمود، منہی عنہ اور دوزخ کی وعید کا موجب ہے، اور عدم اسراف و نمود اس وعید میں داخل نہیں ہے ۔ کما لایخفی علی المتامل الماہر بکلام الشیخ المحدث

اور جو روایات سونے کے پہننے کے متعلق ابوداؤد وغیرہ میں موجود ہیں تو وہ تکثیر مزید و افراط پر محمول ہیں، چنانچہ جواز و عدم جواز کی احادیث کے مابین تطبیق دی جائے گی یا پھر عدم جواز والی روایات منسوخ تصور ہوں گی ۔ جیسا کہ مندرجہ بالا امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ، ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ، نووی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریروں سے واضح ہے ۔ لیکن شاہ صاحب اکثار کو فتویٰ سے ہٹ کر تقویٰ کی بنا پر منع کرتے ہیں کہ اجماع مسلمین کی مخالفت مستلزم نہ ہو ۔ اسی طرح مولانا (شاہ) محمد اسماعیل شہید (رحمۃ اللہ علیہ) کی بحث بھی تقویۃ الایمان میں فتویٰ کی بجائے تقویٰ کی بنیاد پر ہے، کیونکہ تردیدات، تشکیکات اور منویعات کی ایک گونہ توجیہ کرتے ہوئے حتماً وعیدِ نار تو نہیں ہو سکتی ہاں حدیث کے ظاہری اعتبار سے تو ممکن ہے، لیکن واضح نسخ ناممکن ہے ۔

مولانا موصوف علیہ الرحمہ، ابوداؤد کی حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے کی بالی، نتھ، ہار، کنگن، چوڑیاں اور کینٹھی عورتوں کو پہننا حرام ہے، مگر دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو سونا پہننا جائز ہے اور مردوں کے لئے دونوں کا استعمال حرام ہے، خواہ دونوں مخلوط ہوں یا علیحدہ علیحدہ، تو اس مضمون کو یوں سمجھا جا سکتا ہے ۔ یا یہ مطلب ہے کہ چاندی کا زیور عورتوں کو پہننا مطلقاً پہننا درست ہے اور اگر صرف سونا جیسے کڑے، کینٹھی، بالیاں اور نتھ ہو تو وہ نادرست ہے اور اگر میں چاندی ملی ہوئی ہو یا ملمع ہو یا جڑاؤ ہو تو جائز ہے ۔ یا یہ مطلب ہے کہ سونا بھی مطلق مباح ہے، مگر اس کا استعمال اچھا نہیں جیسے طلاق جائز ہے مگر اچھی نہیں یا یہ حدیث اس زیور کے حق میں ہے جس کی زکاۃ نہ دی جائے ۔ ۔ ۔ الخ ((تقویۃ الایمان

تو مولانا ممدوح کے نزدیک بھی توجیہات ثلاثہ کی بنا پر تقویٰ کی وجہ سے اچھا نہیں ۔ فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال کما لایخفی

ابوداؤد کی وعیدِ نار والی احادیث کی اسنادی حیثیت :

واضح رہے کہ ابوداؤد میں وعیدِ نار والی احادیث میں بنظرِ اسناد کلام ہے :

پہلا طریق :

حدثنا عبداللہ بن مسلمۃ حدثنا عبدالعزیز یعنی ابن محمد عن اسید بن ابی اسید البراد عن نافع ابن عباس عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : من احب ان یحلق حبیبہ حلقۃ من نار فلیحلقہ حلقۃ من ذھب، ومن احب ان یسور

(حیبہ سوارا من نار فلیسورہ سوارا من ذہب، ولکن علیکم بالفضۃ فالعبوا بہا (ابوداؤد2/225، مشکوۃ2/1256 البانی۔ اسید، قلیل الحدیث، تہذیب 1/344

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو کوئی یہ پسند کرے کہ اپنے دوست کو آگ کا کڑا پہنائے تو وہ اسے سونے کا کڑا پہنا دے، اور جو پسند کرے کہ اپنے دوست کو آگ کا کنگن" "پہنا دے تو وہ اسے سونے کا کنگن پہنا دے اور لیکن تم چاندی سے دل بہلاؤ۔

اس طریق میں عبدالعزیز اگرچہ صدوق تھا، لیکن کتب غیر سے روایت کرتا تھا اور خطا واقع ہوتی تھی جیسا کہ تقریب میں ہے:

عبدالعزیز بن محمد صدوق و کان یحدث عن کتب غیرہ ویخطی، وقال النسائی حدیثہ عن عبیداللہ العمري منکر من الثامنۃ (التقریب 328) "عبدالعزیز بن محمد صدوق ہے لیکن کتب غیر سے حدیث بیان کرتا اور غلطی کرتا تھا۔ امام" نسائی نے کہا، اس کی حدیث عبیداللہ العمری سے منکر ہے، طبقہ ثامنہ میں سے ہے۔

(واسید بن ابی اسید البراد من الخامسۃ مات فی اول خلافۃ منصور (التقریب 347

اور یہاں ([16]) عبدالعزیز بن محمد کی اسید بن ابی اسید سے روایت معنعن ہے ان کی ملاقات کا ثبوت درکار ہے خواہ ایک ہی مرتبہ ہو تو انقطاع محتمل ہے، سو خطا اور انقطاع کے احتمال کے سبب روایت قابل احتجاج نہیں رہی۔

دوسرا طریق یہ ہے:

حدثنا مسدد ابو عوانۃ عن ربعی بن حراش عن امراتہ عن اخت لحذیفۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: یا معشر النساء اما لکن فی الفضۃ ما تحلین بہ اما انہ لیس منکن امرءۃ تحلی ذہبا تظہرہ الا عذبت بہ انتہی (ابوداؤد4/436، نسائی (8/157، مسند احمد6/357، مصابیح3/210 قال الالبانی فی اسنادہ ضعف، مشکوۃ2/1257

ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ سے روایت کی ہے کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! کیا تم چاندی کا زیور نہیں بنا سکتیں۔ دیکھو! جو عورت" "سونے کا زیور پہن کر اس کا اظہار کرے تو اسے عذاب ہوگا۔

اس روایت میں ربعی بن حراش کی بیوی مجہول الاسم والعدالہ والضعف ہے۔

تقریب میں ہے:

(ربعی بن حراش عن امرءتہ لم اقف علی اسمہا (کذا فی التقریب

"ربعی بن حراش اپنی جس بیوی سے روایت کرتا ہے میں اس کے نام سے واقف نہیں ہو سکا۔"

نسائی کی حدیث کی اسنادی حیثیت:

سنن نسائی میں حدیث کے دو طریق ہیں:

اخبرنا اسحاق بن شاہین الواسطی قال اخبرنا خالد بن مطرف واخبرنا احمد بن حرب قال اخبرنا اسباط عن مطرف عن ابی الجہم عن ابی زید عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: کنت قاعدا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتتہ امرءہ، فقالت یا رسول اللہ سواران من ذہب قال: سواران من نار، قالت یا رسول اللہ طوق من ذہب، قال طوق من نار، قالت قرطان من ذہب قال: قرطان من نار، قال وکان علیہا سواران من ذہب فرمت بہما ... الخ ما فی النسائی (سلفیہ (2/278

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ، ایک عورت آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ! سونے کے دو کنگن ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آگ کے دو" "کنگن ہیں، کہنے لگی یا رسول اللہ! سونے کا ایک گلوبند ہے۔ فرمایا: آگ کا طوق ہے، کہنے لگی، سونے کی دو بالیاں ہیں۔ فرمایا: آگ کی دو بالیاں ہیں۔ کہا، اس نے سونے کے دو کنگن پہن رکھے تھے تو اس نے دونوں کو پھینک دیا۔

ان دونوں طرق میں ابوزید راوی مجہول ہے۔ تقریب میں ہے:

(ابوزید شیخ لابی الجہم مجہول من الثالثۃ (تقریب 577، فاروقی طبع ملتان

"ابو الجہم کا شیخ ابوزید مجہول ہے جو کہ طبقہ ثالثہ سے ہے۔"

تو یہ دونوں طرق قابل اعتماد نہ رہے کیونکہ مجہول راوی سے حدیث کی سند ناقابل اعتبار ہو جاتی ہے۔ کما لا یخفی علی الماہر لہذا الفن

امام نسائی کا سند سے وہم کا ازالہ

بعض علماء نے عورتوں کے لئے سونے کی حلت کی حدیث میں بسبب جہالت راوی ما بین یزید بن ابی حبیب اور علی کے کلام کیا ہے وہ محض وہم ہے کیونکہ نسائی نے خود اس وہم کو دفع کیا ہے:

.... تحریم الذہب علی الرجال

اخبرنا قتیبہ قال حدثنا اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن ابی افلح الھمدانی عن ابی زریر انہ سمع علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب یقول : ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ حریرا فجعلہ فی یمینہ واخذ ذہبا فجعلہ فی شمالہ ثم قال : ان ہذین حرام علی ذکور امتی (سلفیہ 2/278)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم لیا اور اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں پکڑا اور سونا لیا اور اسے اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑا پھر فرمایا : یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں"۔"

اخبرنا عیسیٰ بن حماد اخبرنا اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الصعبۃ عن رجل من ہمدان یقال لہ ابو صالح عن ابی زریر انہ سمع علی بن ابی طالب یقول : ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ حریرا فجعلہ فی یمینہ واخذ ذہبا فجعلہ فی شمالہ ثم قال : ان ہذین حرام علی ذکور امتی (نسائی سلفیہ 2/278)

اخبرنا محمد بن حاتم فقال حدثنا حبان قال اخبرنا عبداللہ عن لیث بن سعد قال حدثنی یزید بن ابی حبیب عن ابی الصعبۃ عن رجل من ہمدان یقال لہ افلح عن ابی زریر انہ سمع علیا رضی اللہ عنہ یقول : ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ حریرا فجعلہ فی یمینہ واخذ ذہبا فجعلہ فی شمالہ ثم قال : ان ہذین حرام علی ذکور امتی (سلفیہ 2/278)

قال ابو عبدالرحمٰن و حدیث ابن المبارک اولیٰ بالصواب الا قولہ افلح، فان ابا افلح اشبہ.

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یزید بن ہارون قال اخبرنا محمد بن اسحاق عن یزید بن ابی حبیب عن عبدالعزیز بن ابی افلح الھمدانی عن عبداللہ بن زریر الغافقی قال سمعت علیا یقول : اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذہبا فی شمالہ وحریرا فی یمینہ فقال : حرام علی ذکور امتی (سلفیہ 2/278)

اخبرنا علی بن الحسین الدرہمی قال حدثنا عبدالاعلیٰ عن سعید عن ایوب عن نافع عن سعید بن ابی ہند عن ابی موسیٰ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قال : احل الذہب والحریر لاناث امتی و حرم علی ذکورہا (سلفیہ 2/278، مشکوٰۃ/1254، البانی)

واضح ہو کہ حدیث متعدد صحیح طرق سے مروی ہے۔ کما لا یخفی علی الماہر

عدم جواز پر استدلال اور اس کا جواب:

بعض لوگ حدیث " نہی عن لبس الذہب الا مقطعا" سے عورتوں کو سونا پہننے کے عدم جواز پر استدلال کرتے ہیں، اس کا جواب تین طرح سے ہے :

اول:

اس کے رواۃ کا حال معلوم نہیں تا کہ ان کی ثقاہت اور عدم ثقاہت کے سبب اس پر صحت اور عدم صحت کا حکم لگا کر دلیل لی جاسکے۔

دوم:

اگر اس کی صحت تسلیم بھی کرلی جائے تو یہ نہی عورتوں کے لئے نہیں، جیسا کہ ابوداوٗد نے سمجھا، بلکہ یہ مردوں کے لئے ہے، جیسا کہ امام نسائی نے سمجھا۔ اور اس حدیث کو " باب تحریم الذہب علی الرجال " میں لائے ہیں، اور ہمارے قول کی دوسری دلیل نسائی کی روایت ہے : " نہی لبس الحریر یعنی والذہب الا مقطعا " کیونکہ ریشم کی نہی تو خاص مردوں کے لئے ہے اور عورتوں کو حلال ہے، جس کے لئے بخاری و مسلم کی صحیح احادیث اس کی دلیل میں اور سونے کی نہی کی بھی دلیل جو اس پر معطوف ہے مردوں سے مخصوص ہوگی۔

اور " مقطعا " کے معنی : ریزہ ریزہ کرنا ہے۔ یعنی کپڑوں پر جو سونے کے ستارے اور ریشم کے ٹکڑے لگاتے ہیں۔ مرقاۃ میں ہے :

(الا مقطعا، بفتح الطاء المشددۃ اي مکسر اقطعا صغارا مثل الضباب علی الاسلحۃ والخواتیم الفضیۃ واعلام الثیاب، کذا ذکرہ بعض الشراح (مرقاۃ 8/276)

"طائے مشدد کی فتح کے ساتھ، یعنی چھوٹے چھوٹے قطعات میں توڑا ہوا، جیسے اسلحہ کی کنڈیاں، چاندی کی انگوٹھیاں اور کپڑوں پر نقوش۔"

سوم:

اگر نہی کو عورتوں کے حق میں تسلیم بھی کر لیا جائے تو یہ نہی احتیاط و تنزیہ پر مبنی ہوگی کہ تھوڑی چیز انگوٹھی وغیرہ کی مانند پر قناعت کریں اور زیادہ حرص نہ کریں جیسا کہ اسے بڑی بسط و تفصیل سے ثابت کیا گیا ہے۔ اور مندرجہ بالا صحیحہ بہت سی احادیث نہی سے صارف عن التحریم ہیں۔ وہ بھی اس وقت جبکہ نہی کو عورتوں کے حق میں تسلیم کرنا فرض کیا جائے، ورنہ اصل بات وہی ہے کہ نہی مردوں کے لئے خاص ہے جیسا کہ نسائی کی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ اس تحریر کی تکمیل کے بعد ابوداوٗد کی شرح ابن قیم بھی مل گئی ہے اس شرح سے بھی تحریر بالا کی تائید و ترمیم ہوگی :

باب فی الذہب للنساء

عورتوں کو سونا پہننے کا بیان۔ اور حدیث بیان کی گئی ہے":

ایما امراۃ جعلت فی اذنہا خرصا من ذہب، ثم قال المنذري واخرجہ النسائی قال ش، قال القطان: وعلۃ ہذا الخبر ان محمود بن عمرو راویہ عن اسماء مجہول الحال وان کان قد روي عنہ جماعۃ وروي النسائی عن ابی ہریرۃ قال کنت قاعدا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتتہ امرءۃ فقالت یا رسول اللہ سواران من ذہب قال: سواران من نار، قالت طوق من ذہب، قال: طوق من نار، قالت قرطین من ذہب، قال: قرطین من نار، قال وکان علیہا سواران من ذہب فرمت بہما فقالت یا رسول اللہ، ان المراۃ اذا لم تتزین لزوجہا صلفت عندہ، فقال: مایمنع احداکن ان یصنع قرطین من فضۃ ثم تصفرہ بزعفران او بعبیر قال ابن القطان وعلتہ ان ابا زید راویہ عن ابی ہریرۃ مجہول لایعرف روي عنہ غیر ابی الجہم ولایصح ہذا) (نسائی 2/137

جو کوئی عورت اپنے کان میں سونے کا چھلہ ڈالے۔۔۔ پھر منذری نے کہا کہ اس کو نسائی نے روایت کیا شارح کہتے ہیں کہ ابن القطان نے کہا: اس روایت کی علت یہ ہے کہ محمود بن عمرو "اسماء" سے روایت کنندہ مجہول الحال ہے، اگرچہ اس سے ایک جماعت نے روایت کی ہے۔ امام نسائی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو ایک عورت آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے دو کنگن! آپ نے فرمایا: آگ کے دو کنگن ہے۔ کہنے لگی سونے کے گلوبند ہیں، فرمایا: آگ کا طوق ہے۔ کہنے لگی! سونے کی دو بالیاں ہیں، فرمایا: آگ کی دو بالیاں ہیں۔

راوی کہتے ہیں اس کے پاس سونے کے جو دو کنگن تھے اس نے ان کو پھینک دیا اور کہنے لگی یا رسول اللہ! اگر عورت اپنے شوہر کے لئے سنگار نہ کرے تو اس کے ہاں بے وقعت ہو جاتی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں کون سی چیز مانع ہے کہ وہ چاندی کی دو بالیاں بنوائے، پھر اسی زعفران کے پانی سے یا خوشبو سے رنگ لے۔ ابن القطان کہتے ہیں اس کی علت یہ ہے کہ: ابوزید جو کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کنندہ ہے وہ مجہول ہے اس سے ابوالجہم کے علاوہ نے روایت کیا ہے اور یہ صحیح نہیں۔"

وفی النسائی: عن ثوبان قال جاءت بنت ہبیرۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی یدہا فتخ فقال! کذا فی کتاب ابی ای خواتیم ضخام فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضرب یدہا فدخلت علی فاطمۃ تشکوا الیہا الذي صنع بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانتزعت فاطمۃ سلسلۃ فی عنقہا من ذہب قالت ہذہ اہداہا ابو حسن فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والسلسلۃ فی یدہا، فقال: یا فاطمۃ ایغرک ان یقول الناس ابنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی یدہا سلسلۃ من نار ثم خرج ولم یقعد، فاخرجت فاطمۃ بالسلسلۃ الی السوق فباعتہا واشترت بثمنہا غلاما وقال مرۃ وذکر کلمۃ معناہا فاعتقتہ فحدث بذلک فقال: الحمدللہ الذي انجی فاطمۃ من النار) (نسائی 8/136، السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

نسائی میں ہے: ثوبان سے مروی ہے کہ ھبیرہ کی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس کے ہاتھ میں موٹے چھلے تھے۔ سو وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا (یعنی جو اس کے ہاتھ پر مارا تھا) اس کا گلہ کیا، تو فاطمہ نے اپنے گلے میں پہنی ہوئی سونے کی زنجیر کو اتار پھینکا، اور کہا: یہ مجھے ابوحسن (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے ہدیہ دیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر اور اس کے ہاتھ میں آگ کی زنجیری ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے اور بیٹھے نہیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس زنجیری کو بازار بھیجا اور فروخت کر دیا اور اس کی قیمت کا ایک غلام خرید لیا۔ آپ نے لفظ "غلام" کہا یا "عبد" یا اس قسم کا کوئی اور لفظ ذکر کیا، اور آپ رضی اللہ عنہا نے اس کو آزاد کر دیا، اور پھر یہ عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آگ سے نجات دے دی۔"

قال ابن القطان: وعلتہ ان الناس قد قالوا ان روایۃ یحییٰ قد قال حدثنی ابن سلام، وقد قیل انہ دلس ذلک ولعلہ کان اجازۃ زید بن سلام فجعل یقول حدثنا زید.

ابن القطان نے کہا: اس کی علت یہ ہے جو کہ لوگوں نے بیان کی ہے کہ یحییٰ کی روایت ابن سلام سے منقطع ہے اور اس بنا پر بھی کہ یحییٰ نے کہا "حدثنی ابن سلام" اور یہ بھی کہا گیا کہ اس نے اس میں تدلیس کی ہے اور ممکن ہے کہ وہ زید بن سلام کی طرف سے "اجازۃ" ہو اور اس نے "حدثنا زید" کہنا شروع کر دیا۔"

فی النسائی ایضا:

(عن عقبۃ بن عامر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یمنع اہلہ والحلیۃ الحریر ویقول: ان کنتم تحبون حلیۃ الجنۃ وحریرہا فلا تلبسوہا فی الدنیا (نسائی 8/135

اور نسائی میں ہے:

"حضرت عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل کو ریشم وزیور سے منع کرتے تھے اور فرماتے: اگر تم جنت کا ریشم وزیور پسند کرتے ہو تو اسے دنیا میں مت پہنو۔"

فاختلف الناس فی ہذہ الاحادیث واللہ کلمت علیہم فطائفۃ سلکت بہا مسلک الضعیف وعللہا کلہا کما تقدم.

"سو لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے اور بخدا انہوں نے ان روایت میں کلام کیا ہے: ایک جماعت نے تو ضعیف کہتے ہوئے تمام روایات کو معلول قرار دیا ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔"

وطائفۃ ادعت ان ذلک کان فی اول الاسلام ثم نسخ، واحتجت بحدیث ابی موسیٰ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حرم لباس الحریر والذہب علی ذکور امتی واحل لاناثہم، قال الترمذي حدیث صحیح، ورواہ ابن ماجہ فی سننہ من حدیث علی وعبداللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ترمذی 4/317

اور ایک جماعت نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ ابتدائے اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ اور انہوں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: سونا اور زیور میری امت کی عورتوں کے لئے حلال اور ان کے مردوں کے لئے حرام قرار دیا گیا ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور اس کو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حضرت علی وعبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مرفوعا روایت کیا ہے۔

وطائفۃ حملت احادیث الوعید علی من لم یود زکوۃ حلیہا، فاما من ادتہ فلا یلحقہا ہذا الوعید، واحتجوا بحدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان امرءۃ اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعہا ابنتہا وفی ید ابنتہا مسکتان غلیظتان من ذہب فقال لہا: تعطین زکوۃ ہذا؟ قالت، لا! قال: ایسرک ان یسورک اللہ بہما یوم القیامۃ سوارین من نار، فخلعتہما والقتہما الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت، ہما للہ ورسولہ.

وبما روي ابوداؤد عن ام سلمة قالت كنت البس اوضاحا من ذهب فقلت يا رسول الله اكنز ہو؟ فقال : مابلغ ما تودي زكوته فتزكى فليس بكنز وہذا من افرادثابت بن عجلان والذي قبله من افراد عمرو بن شعیب (ابوداؤد2/212، بیہقی 4/140، نصب الرایہ2/371)

ایک جماعت نے احادیث وعید کو اس پر محمول کیا ہے کہ جو اپنے زیور کی زکاۃ نہ ادا کرتا ہو، اور جو کوئی زکاۃ ادا کرے وہ اس وعید میں شامل نہ ہوگا۔ اور انہوں نے حضرت عمرو بن شعیب کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ نبی صلی" اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی اور اس کی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن پہنے ہوئے تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ان کی زکوۃ دیتی ہو؟ کہنے لگی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تجھے پسند ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ان کے بدلے آگ کے دو کنگن پہنا دے؟ تو اس نے ان دونوں کو اتارا اور آپ کو دئے دیئے اور کہا: یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں۔

اور دوسری روایت جو ابوداؤد میں ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں سونے کے پازیب پہنا کرتی تھی، میں نے کہا اللہ کے رسول کیا یہ خزانہ ہے؟ آپ نے فرمایا: جو زکاۃ کے نصاب کو پہنچ جائے اور اس کی زکاۃ ادا کرو تو وہ کنز (خزانہ) نہیں ہے۔ یہ ثابت بن عجلان اور اس سے ماقبل وہ عمرو بن شعیب کے تفردات میں سے ہے۔"

فی اسنادہ عتاب بن بشیر ابو الحسن الحرانی قد اخرج لہ بخاري وتكلم فيه غير واحد وطائفة من اہل الحديث حملت احاديث على من اظہرت حليتها وتبرجت بها دون من تزينت بها لزوجها، وبه قال النسائی فی سننه وقد ترجم على ذلك "الكراہة للنساء فی اظہار الحلی والذہب" ثم ساق احاديث الوعيد والله اعلم (ابوداؤد2/213)

محدثین کے ایک گروہ نے احادیث وعید کو اس پر محمول کیا ہے کہ، جو اپنے شوہر کے علاوہ زیور کے سنگار کا اظہار کرے اس طرح کا موقف امام نسائی نے بھی اپنی سنن میں اختیار کا ہے۔ اور انہوں نے عورتوں کے لئے زیور اور" سونے کے اظہار کرنے کی کراہت پر باب قائم کیا ہے، پھر اس کے ساتھ وعید کی احادیث ذکر کی ہیں۔" واللہ اعلم

ثم ذكر حديث ميمون القناد رفيه، نہی عن لبس الذہب الا مقطعا الی قول المنذري ففيه الانقطاع فی موضعين ثم قال

: پھر انہوں نے میمون القناد کی "نہی عن لبس الذہب الا مقطعا" روایت منذری کے قول تک ذکر کی ہے جس میں دو جگہ انقطاع ہے۔" پھر کہا"

وقد رواہ النسائی من بيہس بن فہدان عن ابی شيخ الہنائی عن معاويۃ وقد تقدم الكلام على ہذا الاسناد فی الحج، ورواہ عن ابی شيخ عن ابی حمان انہ سمع معاويۃ ورواہ النسائی ايضا من حديث بيہس بن فہدان اخبرنا ابو شيخ قال سمعت ابن عمر قال نہی رسول الله صلى الله عليه وسلم عن لبس الذہب الا مقطعا، وقد روي فی حديث آخر احتج بہ احمد فی روايۃ الاثرم : من تحلى بخرز بصيصة كوي بها يوم القيامۃ فقال الاثرم : فقلت اي شيء خربصيصة؟ قال شيء صغير مثل الشعيرة، وقال غيرہ : من عين الجرادۃ وسمعت شيخ الاسلام يقول : حديث معاويۃ فی اباحۃ الذہب مقطعا ہو فی التابع غير الفرد كالذر والعلم ونحوہ وحديث الخز بصيصة ہو فی الفرد كالخاتم وغيرہ فلا تعارض بينهما، والله اعلم انتہى (معالم السنن 6/125تا128)

اور اس کو نسائی نے بیہس بن فہدان، ابو شیخ النہائی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس کی سند کے بارے میں "حج" میں کلام گزر چکی ہے، اور اس کو ابو شیخ، ابو حمان نے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت" معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور اس کو نسائی نے بھی بیہس بن فہدان سے روایت کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے ماسوا ٹکڑے ٹکڑے کے، یعنی تھوڑا۔ ایک اور دوسری حدیث سے بھی جو اثرم کی روایت ہے احمد نے استدلال کیا ہے کہ جس نے خربصیصہ پہنا روزِ قیامت اسے اسی سے داغ دیا جائے گا۔ اثرم کہتے ہیں میں نے کہا وہ خربصیصہ کیا ہے؟ کہنے لگے وہ ایک چھوٹی سی چیز جو کی مانند ہے۔ بعض نے کہا وہ چھوٹی سی چیز، ٹڈی کی آنکھ کی مثل ہے۔ اور میں نے شیخ الاسلام سے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سونے کے ایسے قطعات کی اباحت کے بارے میں ہے جو کہ منفرد چیز کے تحت ضمنا استعمال ہوتے ہیں جیسا کہ بٹن اور نفوش وغیرہ، اور خربصیصہ والی روایت منفرد اشیاء کے بارہ میں ہے جس طرح کہ انگوٹھی وغیرہ۔ سوان دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔"

---

[1]فتح الرحمٰن: 590

[2]طبع فاروقی ملتان 304

[3]الدرالمنثور7/370

[4]التفسیر الکبیر مختصرا7/426

[5]ابن عباس: 219 طبع ملتان

[6]ابوداؤد4/330حدیث: 4057، ابن ماجہ حدیث 3595، نسائی8/138، مسند احمد1/96

[7]ابوداؤد البانی2/765، ابن حبان12/250، احمد1/95/115، نیل2-87 نسائی8/138، ابن ماجہ حدیث 3595

[8]شرح السنۃ12/70

[9]نسائی8/135حاشیہ

[10]ابن ماجہ2/1192، احمد2/139، ابوداؤد4/314، مصابیح السنہ3/198

[11]مسلم1/93، مسند احمد4/133، 134، 151، مصابیح3/402

[12]رواہ ابوداؤد5/138، مصابیح السنہ3/198والترمذی4/650کذافی المشکوۃ

[13]مافی النسائی2/277(سلفیہ) مختصرابقدرالحاجۃ

[14]النسائی8-135السیوطی، فتح الربانی17/267، مشکوۃ2/1275

[15]رواہ الترمذی4/245، حاکم4/312، مصابیح السنہ3/197کمافی المشکوۃ

[16]عبدالعزیز بن محمد کی معنعن روایت اس وقت غیر معتبر ہوگی جبکہ متہم بالتدلیس ہو، لیکن عبدالعزیز مذکور مدلس نہیں ہے (تقریب) نیز شیخ البانی نے اسے صحیح ابوداؤد ج2/3565میں "حسن" کہا ہے۔ اوراس کے مزید متابعات آداب الزفاف ص133میں نقل کئے ہیں۔ (خلیق)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ نواب محمد صدیق حسن

صفحہ:259

محدث فتویٰ